© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل

ایک حدیث کی وضاحت

سوال: حدیث میں آتا ہے کہ: ''تین قسم کے آدمی ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے ہیں، مگر ان کی فریاد سنی نہیں جاتی۔ ایک وہ شخص جس کی بیوی بدخلق ہو اور وہ اس کو طلاق نہ دے۔ دوسرا وہ شخص جو یتیم کے بالغ ہونے سے پہلے اس کا مال اس کے حوالے کر دے۔ تیسرا وہ شخص جو کسی کو اپنا مال قرض دے اور اس پر گواہ نہ بنائے''۔
سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بدخلق بیوی پر صبر کرنے کی تلقین کی ہے مگر یہاں معاملہ بالکل برعکس ہے؟

جواب: اس حوالے سے مختصر گزارش یہ ہے کہ یہ حدیث پہلے المستدرک میں آئی ہے:

[جس کے الفاظ یہ ہیں:

ثَلَاثَةٌ یَدْعُوْنَ اللہَ فَلَا یُسْتَجَابُ لَھُمْ، رَجُلٌ کَانَتْ تَحْتَہُ امْرَاَۃٌ سَیِّئَۃٌ فَلَمْ یُطَلِّقْھَا وَ رَجُلٌ کَانَ لَہٗ مَالٌ فَلَمْ یُشْھِدْ عَلَیْہِ وَ رَجُلٌ آتٰی سَفِیْھًا مَالَہٗ وَ قَدْ قَالَ اللہُ عَزَّ وَ جَلَّ: وَلَا تُؤْتُوا السُّفَھَآءَ اَمْوَالَکُمْ (المستدرک، حدیث ۳۵۵۴)

تین شخص ہیں جو اللہ سے دعائیں مانگتے ہیں، مگر ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ ایک وہ شخص جس کے نکاح میں بُری عورت ہو اور وہ اس کو طلاق نہیں دیتا۔ دوسرا وہ شخص [جس کے ذمے] مال ہو اور وہ [کسی کو] اس پر گواہ نہیں بناتا۔ تیسرا وہ شخص جو بے وقوف کو اس کا مال دے دیتا ہے، حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بے وقوفوں کو ان کے مال نہ دو۔]

امام حاکمؒ نے اس متن کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

ھٰذَا اِسْنَادٌ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ وَلَمْ یُخْرِجَاہُ لِتَوْقِیْفِ اَصْحَابِ شُعْبَۃَ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

هٰذَا الْحَدِيْثَ عَلٰى أَبِيْ مُوْسٰى (المستدرک، ۴/۱۴۴)

اس حدیث کی سند شیخین (یعنی بخاری و مسلم) کی شرط کے مطابق صحیح ہے، مگر انھوں نے اس کی تخریج نہیں کی ہے، کیوں کہ شعبہ (جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں) کے شاگردوں نے اس حدیث کو ابوموسیٰ اشعریؓ پر موقوف [۱] قرار دیا ہے۔

پھر یہی حدیث ابن جریر طبریؒ اور ابن کثیرؒ نے بھی نقل کی ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے حاکم کا تبصرہ بھی نقل کیا ہے (تفسیر القرآن العظیم، ۱/ ۵۹۳)۔ اسی طرح پھر جلال الدین سیوطیؒ نے الجامع الصغیر میں بھی ثبت فرمائی ہے اور الجامع الصغیر کے شارح [عبدالروف المناویؒ] نے اس کو تقریباً وہی درجہ دیا ہے، جو مصنف نے دیا تھا (دیکھیے: فیض القدیر، ۲/ ۲۵۶)۔ اس کے بعد شیخ احمد بن الصدیق غماریؒ اور علامہ ناصر الدین البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے (دیکھیے: الغماری کی کتاب المداوی لعلل المناوی، ۳/۲۳۶، اور البانی کی کتاب السلسلة الصحیحة، ۴/ ۴۲۰)۔ ان دونوں نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو مرفوع [۲] قرار دینے میں معاذ بن معاذ العنبری اکیلے نہیں ہیں، بلکہ عمرو بن حکّام اور داؤد بن ابراہیم الواسطی بھی اس کے متابع [۳] ہیں۔ اسی طرح بعض محدثین کے نزدیک عثمان بن عمر بھی اس کے متابع ہیں۔

امام البانیؒ نے اس حدیث کی ایک اور سند کا بھی ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فَالسَّنَدُ ظَاهِرُهُ الصِّحَّةُ (السلسلة الصحیحة، ۴/ ۴۲۰)۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوع نہیں ہے، یعنی یہ نبی علیہ السلام کا فرمان نہیں ہے بلکہ ابوموسیٰ اشعریؓ کا قول ہے۔ اس کی کئی وجوہ ہیں:

پہلی وجہ یہ ہے کہ جس داؤد نے معاذ بن معاذ العنبری کی تائید کی ہے وہ داؤد وہ نہیں ہے جس کی ابوداؤد طیالسیؒ نے اپنی مسند [۱/ ۳۴۹] میں توثیق کی ہے، بلکہ داؤد بن ابراہیم ہے

---

[۱] موقوف: وہ حدیث جس کا سلسلۂ سند صحابی پر رُک جائے اور رسولؐ اللہ تک نہ پہنچ سکے۔

[۲] مرفوع: وہ حدیث جس کا سلسلۂ سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ چکا ہو۔

[۳] متابع: مؤید، تقویت دینے والا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جو قزوین کا قاضی تھا اور یہ متروک [۱] ہے۔ داوٗد، جس کی طیالسیؒ نے توثیق کی ہے وہ حضرت نعمان بن بشیرؓ کے آزاد کردہ غلام سے روایات کرتے ہیں اور ان کی تائید ناقص ہے۔

پھر ان دونوں راویوں کے متن [۲] میں بھی اختلاف ہے، جیسا کہ شیخ غماریؒ نے لکھا ہے:

اِلَّا اَنَّہٗ خَالَفَ فِیْ مَتْنِہٖ (المداوی، ۳/۲۳۶)

دوسری وجہ یہ ہے کہ ابونعیم کی سند کے یہ الفاظ ہیں:

ثَنا علیُّ بنُ محمدُ بنِ اِسماعیلَ واِبراھیمُ بنُ اسحاقَ قالا حدَّثنا ابوبکرِ بنُ خُزَیمۃَ ثَنا محمدُ بنُ خَلَفِ الحَدَّادیُّ ثَنا عثمانُ وعَمرُو بنُ حَکَّامٍ قالا حدَّثنا شُعبۃُ فَذَکَرَہٗ وقالَ رَفعہٗ عَمرُو بنُ حَکَّامٍ ثُمَّ ذَکرَ مَتْنَہٗ (المداوی، ۳/۲۳۶)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف عمرو بن حکام نے اس کو 'مرفوع' کیا ہے اور عثمان نے اس کو 'موقوف' روایت کیا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ محمد بن جعفر غندر نے اس کو 'موقوف' روایت کیا ہے۔ شعبہ کی روایات میں وہ [غندر] سب سے زیادہ قابلِ اعتماد ہے۔ امام ذہبیؒ نے لکھا: اَحَدُ الْاَثْبَاتِ الْمُتْقِنِیْنَ وَلَاسِیَّمَا فِیْ شُعْبَۃَ غندر اثبت [زیادہ قوی] اور متقن [ماہر] لوگوں میں سے ہے، بطورِ خاص شعبہ سے روایت کرنے میں۔ یاد رہے وہ شعبہ کا ۲۰ سال شاگرد رہا۔

پھر عبدالرحمٰن ابن مہدی سے نقل کیا: غُنْدُرُ فِیْ شُعْبَۃَ اَثْبَتُ مِنِّیْ، یعنی محمد بن جعفر غندر شعبہ سے روایت کرنے میں مجھ سے زیادہ قابلِ اعتماد ہے۔

اسی طرح عبداللہ بن المبارک سے بطور اصول یہ بات نقل کی ہے کہ جب لوگوں کے درمیان شعبہ کی روایت کردہ حدیث میں اختلاف ہوجائے تو فیصلہ محمد بن جعفر غندر کی کتاب کا ہی ہوگا:

وقال ابنُ المبارکِ اِذَا اخْتَلَفَ النَّاسُ فِیْ حَدِیْثِ شُعْبَۃَ فَکِتَابُ غُنْدُرَ حَکَمٌ بَیْنَھُمْ (میزان الاعتدال، ۵/۱۵)

اس لیے جب ہم ان اُمور پر غور کرتے ہیں تو یہ بات یقینی ہوجاتی ہے کہ یہ حدیث

---

[۱] متروک: وہ راوی جس کی روایات کو محدثین 'صحیح' احادیث میں شامل نہیں کرتے، بلکہ ترک کردیتے ہیں۔

[۲] متن: حدیث کی وہ مقصودی عبارت، جس کے ثبوت کے لیے سلسلۂ سند پیش کیا جاتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ پر 'موقوف' ہے، 'مرفوع' نہیں ہے۔ گویا چار لوگوں نے اس حدیث کو 'موقوف' کیا ہے: ۱-غندر، ۲-یحییٰ بن سعید القطان، ۳-روح بن عبادہ، ۴-عثمان بن عمر بن فارس۔ یہ لوگ ان راویوں سے یادداشت میں بہت زیادہ پختہ کار ہیں، جنھوں نے اس کو 'مرفوع' کہا ہے۔

شیخ ابواسحاق نے تو ذرا سخت بات کی ہے کہ وَهُمُ الَّذِيْنَ يَتَرَجَّحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ رَفَعُوا الْحَدِيْثَ فَهُمْ اَعْلٰى مِنْهُمْ ضَبْطًا وَاِتْقَانًا، خُصُوْصًا فِيْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ بَلْ لَيْسَ فِيْهِمْ مَّنْ يُّرْفَعُ لَهٗ رَأْسٌ اِلَّا مُعَاذُ الْعَنْبَرِيُّ وَقَدْ خَالَفَهٗ مَنْ ذَكَرْتُ (اسعاف اللبیث فی فتاویٰ الحدیث، ۱/۲۱۶) [ان لوگوں کی راے اُن سے زیادہ وزنی ہے، جنھوں نے اس حدیث کو مرفوع کیا ہے۔ اس لیے کہ یادداشت اور پختگی میں اِن کا مقام اُن سے اونچا ہے، بطورِ خاص شعبہ سے حدیث نقل کرنے میں۔ بلکہ ان میں تو کوئی ایسا شخص بھی نہیں ہے جو قابل التفات ہو، سواے معاذ عنبری کے، اور اس کی مخالفت ان لوگوں نے کی ہے جن کا میں نے تذکرہ کیا ہے۔]

ہمارے نزدیک اگر 'موقوف' کرنے والا فرد صرف محمد بن جعفر غندر ہوتا، تب بھی اس کا قول راجح [وزنی] ہوتا۔ کیوں کہ شعبہ سے روایت کرنے میں اتھارٹی وہ ہیں مگر یہاں تو تین اور متقن [پختہ کار] راوی اس کے ساتھ ہیں۔

[چوتھی وجہ] یہ بھی ہے کہ اس حدیث میں نکارت[1] ہے۔ اس کا اعتراف بھی اصحابِ تحقیق نے کیا ہے۔

مناویؒ نے لکھا کہ وَاَقَرَّهُ الذَّهَبِيُّ فِي التَّلْخِيْصِ لٰكِنَّهٗ فِي الْمُهَذَّبِ قَالَ: هُوَ مَعَ نَكَارَتِهٖ اِسْنَادُهٗ نَظِيْفٌ (فیض القدیر، ۴/۲۵۶) [ذہبی نے تلخیص میں تو اس کو برقرار رکھا ہے، مگر مہذب میں کہا ہے کہ باوجود نکارت کے اس کی سند صاف ہے]۔

پھر عبدالرزاق مہدی نے لکھا کہ وَظَاهِرُهُ الصِّحَّةُ لٰكِنْ اَعَلَّهُ الْحَاكِمُ بِاَنَّ اَصْحَابَ

---

[1] نکارت: جب کسی حدیث کی دو روایتوں میں سے ایک کا راوی 'ضعیف' ہو اور دوسری کا 'اضعف' یعنی زیادہ ضعیف ہو، اور اضعف راوی، ضعیف راوی کی نفی کرے تو اس کو نکارت کہتے ہیں۔ ضعیف راوی کی روایت کو 'معروف' اور اضعف کی روایت کو 'منکر' کہتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شُعْبَةَ رَوَوْهُ مَوْقُوْفًا...... ثُمَّ إِنَّ لَفْظَ الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ صَدْرُهٗ مُنْكَرٌ فَإِنَّ الصَّبْرَ عَلَى الْمَرْاَةِ السَّيِّئَةِ الْخُلُقِ فِيْهِ ثَوَابٌ عَظِيْمٌ (تفسیر القرآن العظیم هامش، ۱/ ۵۹۳)

یعنی [یہ حدیث بظاہر صحیح ہے، مگر امام حاکم نے اس میں یہ علت بیان کی ہے کہ شعبہ کے شاگردوں نے اس کو 'موقوف' روایت کیا ہے]...... اس طرح پہلی حدیث کا ابتدائی حصّہ 'منکر' ہے کیوں کہ بدخلق عورت پر صبر کرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔

اس کے 'منکر' ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ سنن ابواؤد، مسند احمد اور بیہقی میں ایک روایت وارد ہے، جس کا آخری حصّہ یہ ہے:

قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنَّ لِيْ اِمْرَاَةً فِيْ لِسَانِهَا شَيْءٌ (يَعْنِي الْبَذَاءَةَ) قَالَ: طَلِّقْهَا قُلْتُ: إِنَّ لِيْ مِنْهَا وَلَدًا وَلَهَا صُحْبَةٌ. قَالَ فَمُرْهَا (يَقُوْلُ) عِظْهَا فَإِنْ يَّكُ فِيْهَا خَيْرٌ فَسَتَقْبَلُ (البیہقی، ۷/ ۳۰۳)

یعنی میں نے کہا: یارسول اللہ! میری بیوی ہے، وہ ذرا بدزبان ہے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: 'اسے چھوڑ دے'۔ میں نے کہا: 'اس سے میری اولاد بھی ہے۔ پھر اس کے ساتھ رفاقت بھی رہی ہے'۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: 'اسے وعظ و نصیحت کرلیا کرو۔ اگر اس میں کچھ خیر ہوا تو وہ اس کو قبول کرے گی'۔

شیخ ابواسحاق کا کہنا ہے کہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بدزبان اور بدخلق عورت کو رکھنا جائز ہے، اِلّا یہ کہ ہم اس حدیث کو بلاضرورت و حاجت پر محمول کریں۔ مگر یہ بعید ہے کیوں کہ بندہ عموماً جب کسی عورت کو نہ چاہتے ہوئے بھی رکھتا ہے تو اس کی کوئی وجہ ہوگی: فَهٰذَا الْحَدِيْثُ يَدُلُّ عَلٰى جَوَازِ اَنْ يُّمْسِكَ الْمَرْءَةَ السَّيِّئَةَ الْخُلُقِ سَلِيْطَةَ اللِّسَانِ إِلَّا لَوْ حَمَلْنَا الْحَدِيْثَ عَلٰى غَيْرِ الضَّرُوْرَةِ اَوِ الْحَاجَةِ. وَفِيْهِ بُعْدٌ لِاَنَّ الْمَرْءَ عَادَةً لَّا يُمْسِكُ الْمَرْءَةَ وَهُوَ كَارِهٌ إِلَّا لِمَعْنًى. واللہ اعلم (اسعاف اللبیث، ۱/ ۲۱۷)

مگر ہم تو کہتے ہیں کہ ایسی عورت کو برداشت کرنا، اور اس کے ساتھ زندگی گزارنا ثواب کا کام ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ درج بالا حدیث نبی علیہ والسلام کا قول نہیں ہے بلکہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ پر موقوف ہے۔ اس لیے زیادہ پریشان ہونے کی بات نہیں ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اتمواحکم۔(مولاناواصل واسطی)

الجامع الصغیر کی شرح فیض القدیر میں زیر بحث حدیث کی جو تشریح کی گئی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنی بدخو بیوی کو بددعا دیتا ہے تو وہ قبول نہیں ہوتی، اس لیے کہ اس کو اختیار ہے کہ اسے علیحدہ کردے، چنانچہ اس نے خود ہی اپنے آپ کو عذاب میں ڈالا ہوا ہے۔ [فیض القدیر، المکتبۃ التجاریۃ، مصر، طبع اول ۱۳۵۶ھ، ۳/۳۳۶]

گویا وہ اپنے اس اختیار کو استعمال کرنے کے بجاے اسے بددعا دیتا ہے تو اسے اس کا حق نہیں پہنچتا۔ اسی طرح کی تشریح باقی دو افراد کے بارے میں بھی کی گئی ہے کہ وہ اگر اپنے فریق مخالف کو بددعا دیتے ہیں تو وہ ان کے حق میں قبول نہیں ہوتی، اس لیے کہ انھوں نے خود ہی کوتاہی کا ارتکاب کیا ہے۔ اس تشریح سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس حدیث کا اصل مقصد بددعا کی ممانعت ہے، نہ کہ طلاق کی ترغیب۔ اس صورت میں یہ حدیث چاہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہو یا حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا قول، ہر صورت میں اس کا مفہوم درست ہے۔ واللہ اعلم! [گل زادہ شیرپاؤ]

- آنکھ کے پردے کے اُکھڑ جانے کا آپریشن
- آنکھ کے اندر خون جمع ہو جانے کا آپریشن
- ذیابیطس اور دیگر بیماریوں سے Retina کو پہنچنے والے نقصان کا بذریعہ لیزر علاج
- Excimer لیزر کے ذریعے آپریشن کی مدد سے عینک سے نجات
- مسلسل پانی بہنے، گلٹی اور ناسور کا علاج بذریعہ Probing اور DCR
- سفید موتیا کے آپریشن کے بعد بننے والی جھلی کا بذریعہ لیزر علاج
- مختلف بیماریوں سے خراب ہو جانے والے قرنیہ کو تبدیل کر کے نیا قرنیہ لگانے کا انتظام
- آنکھ پوری نہ کھلنے کے لیے Ptosis آپریشن
- آنکھوں کے ٹیڑھے پن کا علاج
- قریب اور دُور کی نظر بیک وقت صحیح کرنے والا Multifocal لینز
- CR-3 آپریشن کے ذریعے مستقل علاج
- کالا موتیا کا Argon، Yag اور Diode لیزر کی مدد سے علاج
- بغیر ٹیکے اور بغیر ٹانکے سفید موتیا کا علاج

AMERICAN ACADEMY® OF OPHTHALMOLOGY
The Eye M.D. Association
MEMBER

ڈاکٹر آصف کھوکھر
ایم بی بی ایس (پنجاب) ایم سی پی ایس (آئی) ایم اے (علوم اسلامیہ)
Vitreoretinal, phaco, laser, and oculoplastic surgeon

لاہور میڈیکئیر
ایام معائنہ: منگل، جمعرات، ہفتہ
اوقات معائنہ: دوپہر 2:0 بجے تا 5:0 بجے شام
www.drasifkhokhar.com
Cell: 0333-4102266
Email: drasifkhokhar@hotmail.com

© rasailojaraid.com